فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿٧﴾
وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ﴿٨﴾
فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ﴿٩﴾
وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ﴿١٠﴾
نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿١١﴾

وہ تو دل پسند آرام کی زندگی میں ہو گا۔[۱] (۷)
اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے۔[۲] (۸)
اس کا ٹھکانا ہاویہ ہے۔[۳] (۹)
تجھے کیا معلوم کہ وہ کیا ہے۔[۴] (۱۰)
وہ تند و تیز آگ (ہے)۔[۵] (۱۱)

سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ

سورۂ تکاثر مکی ہے اور اس میں آٹھ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سورۂ کہف (۱۰۵) اور سورۂ انبیاء (۴۷) میں بھی گزرا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہاں یہ میزان نہیں، موزون کی جمع ہے یعنی ایسے اعمال جن کی اللہ کے ہاں کوئی اہمیت اور خاص وزن ہو گا۔ (فتح القدیر) لیکن پہلا مفہوم ہی راجح اور صحیح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جن کی نیکیاں زیادہ ہوں گی اور وزن اعمال کے وقت ان کی نیکیوں والا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔

(۱) یعنی ایسی زندگی، جس کو وہ صاحب زندگی پسند کرے گا۔

(۲) یعنی جس کی برائیاں نیکیوں پر غالب ہوں گی، اور برائیوں کا پلڑا بھاری اور نیکیوں کا ہلکا ہو گا۔

(۳) هَاوِيَةٌ جہنم کا نام ہے، اس کو ہاویہ اس لیے کہتے ہیں کہ جہنمی اس کی گہرائی میں گرے گا۔ اور اس کو اُمٌّ (ماں) سے اس لیے تعبیر کیا کہ جس طرح انسان کے لیے ماں، جائے پناہ ہوتی ہے اسی طرح جہنمیوں کا ٹھکانا جہنم ہو گا۔ بعض کہتے ہیں کہ ام کے معنی دماغ کے ہیں۔ جہنمی، جہنم میں سر کے بل ڈالے جائیں گے۔ (ابن کثیر)

(۴) یہ استفہام اس کی ہولناکی اور شدت عذاب کو بیان کرنے کے لیے ہے کہ وہ انسان کے وہم و تصور سے بالا ہے، انسانی علوم اس کا احاطہ نہیں کر سکتے اور اس کی کنہ نہیں جان سکتے۔

(۵) جس طرح حدیث میں ہے کہ انسان دنیا میں جو آگ جلاتا ہے، یہ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے، جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے ۶۹ درجہ زیادہ ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة النار وأنها مخلوقة - مسلم، کتاب الجنة، باب فی شدة حر نار جهنم) ایک اور حدیث میں ہے کہ ''آگ نے اپنے رب سے شکایت کی کہ میرا ایک حصہ دوسرے حصے کو کھائے جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے دو سانس لینے کی اجازت فرما دی۔ ایک سانس گرمی میں اور ایک سانس سردی میں پس جو سخت سردی ہوتی ہے یہ اس کا ٹھنڈا سانس ہے، اور نہایت سخت گرمی جو پڑتی ہے، وہ جہنم کا گرم سانس ہے''۔ (بخاری، کتاب و باب مذکور) ایک اور حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب گرمی زیادہ سخت ہو تو نماز ٹھنڈی کر کے پڑھو، اس لیے کہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش کی وجہ سے ہے۔ (حوالہ

أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ ﴿١﴾
حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ﴿٢﴾
كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٣﴾
ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٤﴾
كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ ﴿٥﴾
لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ ﴿٦﴾
ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ ﴿٧﴾
ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ﴿٨﴾

زیادتی کی چاہت نے تمہیں غافل کر دیا۔[۱] (۱)
یہاں تک کہ تم قبرستان جا پہنچے۔[۲] (۲)
ہرگز نہیں[۳] تم عنقریب معلوم کر لو گے۔ (۳)
ہرگز نہیں پھر تمہیں جلد علم ہو جائے گا۔[۴] (۴)
ہرگز نہیں اگر تم یقینی طور پر جان لو۔[۵] (۵)
تو بیشک تم جہنم دیکھ لو گے۔[۶] (۶)
اور تم اسے یقین کی آنکھ سے دیکھ لو گے۔[۷] (۷)
پھر اس دن تم سے ضرور بالضرور نعمتوں کا سوال ہو گا۔[۸] (۸)

مذکور، مسلم، کتاب المساجد)

(۱) أَلْهَىٰ يُلْهِىٰ کے معنی ہیں، غافل کر دینا۔ تَكَاثُرٌ، زیادتی کی خواہش۔ یہ عام ہے، مال، اولاد، اعوان و انصار اور خاندان و قبیلہ وغیرہ، سب کو شامل ہے۔ ہر وہ چیز، جس کی کثرت انسان کو محبوب ہو اور کثرت کے حصول کی کوشش و خواہش اسے اللہ کے احکام اور آخرت سے غافل کر دے۔ یہاں اللہ تعالیٰ انسان کی اسی کمزوری کو بیان کر رہا ہے، جس میں انسانوں کی اکثریت ہر دور میں مبتلا رہی ہے۔

(۲) اس کا مطلب ہے کہ حصول کثرت کے لیے محنت کرتے کرتے، تمہیں موت آگئی، اور تم قبروں میں جا پہنچے۔

(۳) یعنی تم جس تکاثر و تفاخر میں ہو، یہ صحیح نہیں۔

(۴) اس کا انجام عنقریب تم جان لو گے، یہ بطور تاکید دو مرتبہ فرمایا۔

(۵) اس کا جواب محذوف ہے۔ مطلب ہے کہ اگر تم اس غفلت کا انجام اس طرح یقینی طور پر جان لو، جس طرح دنیا کی کسی دیکھی بھالی چیز کا تمہیں یقین ہوتا ہے تو تم یقیناً اس تکاثر و تفاخر میں مبتلا نہ ہو۔

(۶) یہ قسم محذوف کا جواب ہے یعنی اللہ کی قسم تم جہنم ضرور دیکھو گے یعنی اس کی سزا بھگتو گے۔

(۷) پہلا دیکھنا دور سے ہو گا، یہ دیکھنا قریب سے ہو گا، اسی لیے اسے عَيْنُ الْيَقِينِ (جس کا یقین مشاہدۂ عینی سے حاصل ہو) کہا گیا۔

(۸) یہ سوال ان نعمتوں کے بارے میں ہو گا، جو اللہ نے دنیا میں عطا کی ہوں گی۔ جیسے آنکھ، کان، دل، دماغ، امن و صحت، مال و دولت اور اولاد وغیرہ۔ بعض کہتے ہیں، یہ سوال صرف کافروں سے ہو گا۔ بعض کہتے ہیں، ہر ایک سے ہی ہو گا کیوں کہ محض سوال مستلزم عذاب نہیں۔ جنہوں نے ان نعمتوں کا استعمال اللہ کی ہدایات کے مطابق کیا ہو گا، وہ سوال کے باوجود عذاب سے محفوظ رہیں گے، اور جنہوں نے کفران نعمت کا ارتکاب کیا ہو گا، وہ دھر لیے جائیں گے۔